السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

خلق قرآن کا مسئلہ

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

بلاشبہ امام بخاری رحمہ اللہ نے زبان سے کبھی بھی ''لفظی بالقرآن مخلوق،، نہیں کہا پس جو شخص بھی ان الفاظ کو ان کی طرف منسوب کرتا ہے ان پر

عزیز گرامی مولوی حبیب احمد خان صاحب رحمانی

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ آپ کا لفافہ 23 جولائی کو وصول ہوگیا تھا۔ عیدالاضحیٰ کی چھٹیوں میں جواب لکھنے کا خیال تھا۔ لیکن عید کے تیسرے دن یکایک طبیعت خراب ہوگئی اس لیے جواب میں کافی دیر ہوگئی۔ تحریر کافی طویل اس لیے ہوگئی ہے کہ جا بجا ہندی کی چندی کرنی پڑی ہے، اور اس خیال سے کہ شاید آپ کے پاس کتب محولہ موجود نہ ہوں، ضروری عبارتیں نقل کردی گئی ہیں۔ آپ ان سے اپنی مطلب کی چیزیں اخذ کرلیں اور پوری تحریر کی نقل لے کر اس کو واپس ضرور کردیں، اس لیے کہ میرے پاس اس کی نقل نہیں ہے اور مسودہ موجود رہنا ضروری ہے۔

شرح مشکوۃ بقدر 2 جلد تیار ہوچکی ہے پہلی جلد ان شاء اللہ مغربی پاکستان میں طبع ہوگی اور دوسری یہیں بھارت میں اپنے زیر اہتمام، سرمایہ کی فراہمی کی فکر ہے، دعا کرتے رہیے کہ اللہ تعالی جلد انتظام فرمائیں اور حسن قبول عطا کریں۔

رسید اور خیریت سے مطلع کریں۔ والسلام

عبیداللہ رحمانی 26 12 1374ھ

از اسلامیہ سنٹر مدرسہ آرا نگر مدرسہ عالیہ

ڈاک خانہ سرسا باڑی ضلع میمن سنگھ بخدمت عالی مقام حضرت العلام شیخنا واستاذنا مولانا مولوی عبیداللہ صاحب رحمانی مدظلہ العالی۔

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ! مزاج گرامی

حضور قبلہ! سب سے پہلے خدمت اقدس میں راقم کفش بردار کی ادب واحترام دست بستہ معافی کو درخواست ہے کہ خلق قرآن کا مسودہ واپس بھیجنے میں از حد تاخیر ہوئی۔ لہذا درگزر فرما کر ممنون فرمائیں۔ مسودہ مرسل خدمت ہے۔ خیر یا فتگی کا خواستگار ہوں۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے مسلک خلق قرآن کے مضمون پر جو تعاقب نکلا تھا راقم احقر نے اس پر تنقیدی جواب لکھا تھا مگر مومنۓ قسمت کہ اس کا جواب خاموشی اور اب تک خاموشی۔

حضور قبلہ! آپ کی تصنیف شرح مشکوۃ طبع وشائع ہوئی کہ نہیں؟ اگر ہوئی ہے تو قیمت وملنے کا پتہ کیا ہے؟ یہ معلوم کرنے کا متمنی ہوں، نیز حضور کے کوائف مطلوب ہیں۔ بفضلہ تعالی بخیر وعافیت ہوں اور دعا کا طالب

(ہمارے یہاں آئندہ یکم اپریل سے تعطیل رمضان کا آغاز ہوگا)

لیکن: باایں ہمہ آپ کی تحریر مدیر ''ترجمان الحدیث،، کا تعاقب چوں کہ صرف ایک لفظی گرفت ہے اس لیے چنداں وزن نہیں رکھتا۔ آپ نے امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف جو الفاظ منسوب کئے ہیں اگرچہ لفظا ان کی نسبت صحیح نہیں ہے لیکن معنی بالکل صحیح اور حق مطابق واقعہ ہے جیسا کہ سطور تحت سے واضح ہوگا۔

امام بخاری کی طرف ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کے منسوب کئے جانے کی وجہ دو ہے:

پہلی وجہ:

امام ممدوح کے ورود نیشاپور کے موقعہ پر عوام اور جمہور علماء کی طرح امام ذہلی بھی مع اپنے تلامذہ کے، شہر سے باہر ان کے استقبال کے لیے گئے تھے اور امام بخاری کے بخاریوں کے محلے میں فروکش ہوجانے کے بعد امام ذہلی نے اپنے

تلامذہ کوان سے علم حدیث حاصل کرنے کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا : ''اذہبوا إلی ہذا الرجل الصالح العالم، فاسمعوا منہ،، (مقدمۃ فتح الباري ص : 490) لیکن ساتھ ہی لوگوں سے یہ بھی فرما دیا تھا : ''لا تسألوہ عن شئ من الکلام، فإنہ إن أجاب بخلاف ما نحن علیہ، وقع بیننا وبینہ، وشمت بنا کل رافضي وناصبي وجہمي ومرجئ بخراسان،، (مقدمۃ الفتح ص : 490).

لیکن امام ذہلی کی تنبیہ کے باوجود کسی نے امام بخاری کے اس درس قائم ہونے کے تیسرے دن ان سے ''اللفظ بالقرآن،، کے بارے میں سوال کردیا۔ امام بخاری نے جواب میں صرف یہ فرمایا : ''افعالنا مخلوقۃ والفاظنا من افعالنا،،.

مجلس درس میں جو لوگ حاضر تھے۔ انہیں اس جواب سے اختلاف پیدا ہوگیا، بعض کہنے لگے کہ امام بخاری ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کے قائل ہیں اور بعض نے کہا کہ امام نے یہ نہیں کہا۔

(حاضرین میں اتنا شدید اختلاف ہوا کہ سب اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک دوسرے کی طرف لپکے اور پڑھے، آخر محلّہ والوں نے تمام حاضرین کو اس وقت وہاں سے ہٹایا۔ (مقدمۃ الفتح ص : 49

امام ذہلی تک اس سوال وجواب اور ہنگامہ کی خبر پہنچنے میں شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ ادھر امام بخاری کی طرف رجوع عام کی وجہ سے امام ذہلی کی مجلس درس سونی اور بے رونق بلکہ خالی ہوگئی تھی، جس کا ان پر نفسانی اثر یہ ہوا کہ معاصرہ اور حسد کی وجہ سے طالبان حدیث اور علماء

گھر کا پتہ : محمد حبیب اللہ خان رحمانی موضع شریف پور ڈاک خانہ گاچھا ضلع دھاکہ، مشرقی پاکستان

(اس خط پر تاریخ نہیں ہے لیکن ڈاک خانہ کی مہر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ملفوف 28 مارچ 1957ء کو چل کر یکم اپریل 1957ء مطابق 30 8 1378ھ مبارکپور پہنچ گیا تھا)

حدیث کو امام بخاری کی طرف سے بدظن اور متنفر کرنے کے لیے ان پر کلام کرنا شروع کردیا، اور بے دھڑک یہ کہہ دیا کہ محمد بن اسماعیل (بخاری) ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کے قائل ہیں۔ امام ذہلی کے اس پروپگنڈے سے امام بوحاتم اور امام ابوزرعۃ جیسے جلیل القدر محدثین بھی متاثر ہوگئے، بہرکیف امام ذہلی کے کلام وجرح کے بعد امام بخاری کی بھری مجلس درس میں کسی نے ان سے یہ کہا : ''یا عبداللہ ما تقول فی اللفظ بالقرآن مخلوق ہو؟ او غیر مخلوق ؟،،. امام بخاری نے سائل کی طرف قصداً توجہ نہیں فرمائی۔

لیکن جب اس نے بار بار سوال دہرایا، تو امام بے بادل ناخواستہ صرف اس قدر جواب ارشاد فرمایا ''القرآن کلام اللہ غیر مخلوق، وافعال العباد مخلوقۃ، والامتحان بدعۃ،، اس سائل نے ہڑبونگ مچاتے ہوئے کہا کہ ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کے قائل ہیں (مقدمۃ الفتح : 490).

دوسری وجہ :

متعزلہ (اتباع جعد بن درہم وجہم بن صفوان ومریسی وغیرہم) کا مذہب تھا ''القرآن مخلوق،، اور جب یہ لوگ قرآن یعنی : کلام الہی کے مخلوق ہونے کے قائل ہیں۔ جو صفۃ الہی ہے۔ تو قراۃ قرءآن جو قاری کی صفت اور اس کا فعل وعمل ہے کو بدرجہ اولی مخلوق کہیں گے، معلوم ہوا کہ اس بارے میں ان کے نزدیک قراۃ اور مقروء اور تلاوۃ ومتلو، یعنی فعل اور مفعول کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ بالفاظ دیگر ''القرآن بلفظی،، اور ''لفظی بالقرآن،، ان کے نزدیک ایک ہی چیز ہے، اور جس طرح ''لفظی بالقرآن،، مخلوق ہے اسی طرح ''القرآن بلفظی،، بھی مخلوق ہے۔

اس کے برخلاف تمام اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ ''القرآن کلام اللہ غیر مخلوق،، پھر ان میں باہم بعض تفصیلات کے بارے میں اختلاف ہے، جس کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔ حافظ نے فتح الباری (13 452-453-454-13 492) میں کچھ بیان کردیا ہے۔ وأحب الوقوف علیہ رجع إلیہ، وإلی الملل والنحل للشہرستاني والفضل لأبن حزم (ص : 15/3) والفتاوی لابن تیمیہ.

امام ذہلی جہاں اس بات کے قائل تھے ''القرآن کلام اللہ غیر مخلوق،، وہیں یہ بھی فرماتے تھے : ''من زعم لفظی بالقرآن مخلوق فہو مبتدع لا یجالس ولا یکلم،، اور چونکہ ان کا خیال تھا کہ امام بخاری ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کے قائل ہیں اس لیے علان کردیا کہ : ''من ذہب بعد ہذا إلی محمد بن إسماعیل فاتہموہ، فإنہ لا یحضر مجلسہ إلا من کان علی مذہبہ،، اور یہ بھی فرمایا کہ (''من قال باللفظ فلا یحل لہ أن یحضر مجلسنا،، اس اعلان کا فوري اثر یہ ہوا کہ ''اخذ مسلم رداءہ فوق عمامتہ، وقام علی رؤس الناس فبعث إلی الذہلی جمیع ما کان کتب عنہ علی ظہر جمال،، اور جب امام مسلم اور احمد بن مسلمہ ان کے درس گاہ سے اٹھ کر چلے گئے تو امام ذہلی نے کہا : ''لا یساکنني ہذا الرجل (یعنی البخاري) في البلد، فخشی البخاری وسافر،، (مقدمۃ الفتح ص : 491).

اما ذہلی کے ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کے قائلین کو مبتدع کہنے اور اس قول پر انکار کرنے کی وجہ معلوم نہیں ہوسکی، ممکن ہے احتیاطاً اور سدّ اللباب انکار کرتے رہے ہوں، ارویہ بھی ہے کہ تلامذہ وقراءۃ تلفظ بالقرآن اور متلو ومقروء ما یتلفظ بہ کے درمیان فرق نہ کرتے ہوئے متلو ومقروء وما یتلفظ بہ یعنی : قرآن جو صفۃ الہی ہے، کی طرح تلاوۃ وقراۃ وتلفظ (جو صفۃ قاری وفعل عبد ہے) کو بھی غیر مخلوق کہتے ہوں جیسا کہ بعض حنابلہ کا یہ مذہب ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ بھی ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کے قائلین پر انکار کرتے تھے۔ لیکن ان کا یہ انکار اس وجہ سے نہیں تھا کہ ہمارے تلفظ بالقرآن اور قرأۃ قرآن (جو بندے کا فعل وعمل ہے) متلو، یعنی : قرآن کی طرح (جو صفۃ رب ہے) غیر مخلوق کہتے ہوں، یعنی امام احمد رحمہ اللہ تلفظ بالقرآن کو غیر مخلوق نہیں کہتے ہیں۔ اس لیے کہ جن لوگوں نے ان کی طرف ''لفظی بالقرآن غیر مخلوق،، کے قول کو منسوب کیا ان پر وہ سختی سے انکار کرتے تھے۔ ''أسند (البیہقي) إلی أحمد أنہ أنکر علی من نقل عنہ أنہ قال : لفظی بالقرآن غیر مخلوق،، (فتح الباری 13/492) معلوم ہوا کہ وہ قاری کی قراءۃ اور تلفظ بالقرآن کو، اور عند التلاوۃ حرکۃ لسان وشفتہ اور صوت قراۃ کو قدیم اور غیر مخلوق نہیں کہتے تھے۔ بلکہ ان کا انکار ''لفظی بالقرآن مخلوق،، بر محض حسماً للمادۃ وسداً للذریعۃ وصوناً للقرآن أن یوصف بکونہ مخلوقاً تھا-قال البیہقي : ''أما ما نقل عن احمد أنہ سوی بینہما (أی بین التلاوۃ والمتلو)، فإنما أراد حسم المادۃ، لئلا یتذرع أحد إلی القول بخلق القرآن،،. (فتح الباری 13/492).

امام احمد کے زمانہ میں فتنہ خلق قرآن کا زور تھا، اور ان کا سابقہ انہیں لوگوں سے پڑا جو ''القرآن مخلوق،، کے قائل تھے۔ اس لیے انہوں نے اس فتنہ کے مقابلہ میں اور قائلین خلق القرآن کی تردید میں پورا زور صرف کیا۔ یہاں کہ جو لوگ اس بارے میں توقف کرتے اور قرآن کو نہ مخلوق کہتے اور نہ غیر مخلوق، ان پر بھی امام احمد انکار کرتے، ونیز اس کے ساتھ ان پر بھی انکار فرماتے جو ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کہتے، یعنی : جو لوگ قرآن کو نہیں، صرف تلفظ بالقرآن کو مخلوق کہتے، ان پر بھی انکار کرتے اور اس قول کو اطلاق کو اور زبان پر لانے کو ناپسند کرتے تاکہ ''القرآن بلفظی مخلوق،، کے قائلین (معتزلہ، جہمیہ) ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کو ''القرآن بلفظی مخلوق،، کے قول اور اس

کے اثبات کے ذریعہ نہ بنالیں ۔ یعنی کہیں ایسا نہ ہوکہ یہ لوگ کہہ کرکہ ''القرآن بالفاظنا،، اور ''الفاظنا بالقرآن،، کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے ۔ یعنی : مقروء متلواور قراۃ تلاوۃ دونوں شی واحد ہیں ۔ اور جب قراۃ اورتلفظ بالقرآن (الفاظنا بالقرآن یا لفظی بالقرآن) مخلوق ہے ۔ تومقروء متلو یعنی قرآن (القرآن بالفاظنا القرآن بلفظی) بھی مخلوق ہے اور جب تم ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کے قائل ہوئے تم کو ''القرآن بلفظی مخلوق،، کا بھی قائل ہوجانا چاہئیے ۔ ''فلما ابتلی احمد بمن یقول القرآن مخلوق، کان أکثر کلامہ فی الرد علیھم ، حتی بالغ فأنکر علی من یقف ، ولایقول مخلوق ولا غیر مخلوق ، وعلی من قال لفظی بالقرآن مخلوق ، لئلایتذرع بذلک من یقول القرآن بلفظی مخلوق ، مع أن الفرق بینھما لایخفی علیہ ، لکنہ قد یخفی علی البعض ،، (فتح الباري 13/492)

خلاصہ امام احمد کی روشن اورمذہب کا یہ ہے کہ وہ ''القرآن کلام اللہ غیر مخلوق،، کے قائل تھے اور ''لفظی بالقرآن غیر مخلوق،، کے قائل نہیں تھے ۔ یعنی : تلاوۃ اور متلو کے درمیان فرق کرتے تھے ، اور بندے کے فعل تلاوۃ اورتلفظ بالقرآن (لفظی بالقرآن ،) کو غیر مخلوق نہیں کہتے بلکہ مخلوق مانتے ، اور صرف اللہ کی صفت قرآن (متلو) کو غیر مخلوق کہتے ، لیکن باوجود تلفظ بالقرآن کی مخلوقیت کے قائل ہونے کے ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کے قول اور اطلاق واستعمال کواحتیاطا اور سداً للذریعۃ ناپسند کرتے ۔ کما تقدم.

قال الحافظ فی الفتح (13 493):

ولم ینقل عن أحمد قط، أن فعل العبد (ای التلاوۃ والتلفظ بالقرآن) قدیم ولا صوتہ ، وإنما أنکر اطلاق اللفظ ، وصرح البخاری بأن أصوات العباد مخلوقۃ ، وأن لایخالف ذلک ، فقال فی کتاب خلق افعال العباد (ص : 30) ما یدعونہ عن '' احمد لیس الکثیر منہ بالبین الثالث ، وربما لم یفھموا مرادہ ودقۃ مذھبہ ، والتنقیب عن الأشیاء الغامضۃ ، و تجنبوا الخوض فیھا والتنازع ، إلا فیما جاء فیہ العلم ، وبینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،، ثم نقل (66/65) عن بعض أھل عصرہ أنہ قال : ''القرآن بألفاظنا والفاظنا بالقرآن شئ واحد ، فالتلاوۃ ھی التلو ، والقراۃ ھی المقروء ، قال : فقیل لہ إن التلاوۃ فعل التالی و عمل القاری ، فقال : ظننتھما مصدرین،

قال : فقیل لہ ھل لا أمسکت کما أمسک کثیر من اصحابک ، ولو بعثت إلی من کتب عنک ، فاستردت ما أثبت وضربت علیہ ، فقال ، کیف یمکن ہذا وقد قلت ومضی ، فقیل لہ کیف جاز لک أن تقول فی اللہ شیئا لایقوم بہ شرحاً وبیانا ، أذا لم تمیز بین التلاوۃ والمتلو، فسکت اذا لم یکن عندہ جواب ،، انتھی.

امام بخاری بھی اگرچہ امام احمد کی طرح تلاوۃ اورتلفظ بالقرآن (لفظی بالقرآن مخلوق ، کہتے تھے ، اور صرف متلو یعنی : قرآن کو ''غیر مخلوق ، کہتے تھے ۔ لیکن بایں ہمہ انہوں نے اپنی زبان سے کبھی بھی ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کا جملہ نہیں نکالا اور اس لفظ کو استعمال نہیں کیا ، محض بربناء احتیاط وسد ذریعہ وفرار از ایہام وابتداع ومخالف سلف ۔

امام بخاری کا زیادہ سابقہ ان لوگوں سے پڑا جو مفرط تھے ، اور بندے کے فعل (تلاوۃ تلفظ بالقرآن) اور اس کی آواز قرآنی کو بھی قدیم وغیر مخلوق کہتے ۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض قرآنی اوراق اور نقوش وسیاہی کو بھی غیر مخلوق کہتے تھے اور یہ سخت جہل ونادانی کی بات تھی اس لیے امام ممدوح نے ان کی تردید پورے زور سے کی ، اور افعال عباد کے مخلوق ہونے پر قرآنی آیات واحادیث صحیحہ سے استدلال کرنے میں قوت خرچ کردی اور تلاوت ومتلو کے درمیان فرق کرنے میں اس قدر اہتمام کیا کہ لوگوں نے ان کے اس مسلک کو سامنے رکھتے ہوئے ان کی طرف ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کا قول منسوب کردیا ، اور یہ مشہور کردیا کہ امام بخاری ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کے قائل '' ہیں ، حالانکہ وہ اس جملہ کواپنی زبان پر احتیاطاً کبھی نہیں لائے اگرچہ اس کے مفہوم ومعنی کے قائل بلکہ مثبت تھے ، امام ممدوح نے صرف اس قدر کہا ہے کہ : ''افعالنا مخلوقۃ ، وألفاظنا من أفعالنا ،، حافظ فتح 492/13 میں لکھتے ہیں : ''وأما البخاری فابتلی بمن یقول أصوات العباد غیر مخلوقۃ ، حتی بالغ بعضھم فقال : والمداد والورق بعد الکتابۃ ، فکان أکثر کلامہ فی الرد علیھم ، وبالغ فی الاستدلال ، بأن أفعال العباد مخلوقۃ بالآیات والأحادیث ، وأطنب فی ذلک ، حتی نسب إلی أنہ من اللفظیۃ،،.

تفصیل بالا سے معلوم ہوا کہ امام احمد اور امام بخاری دونوں کا ایک ہی مسلک ہے ، اور دونوں کے درمیان اس مسئلہ میں کوئی معنوی اور حقیقی اختلاف نہیں ہے ۔

اب اس بات کے ثبوت کےلیے کہ امام بخاری نے گو ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کبھی نہیں کہا ، اور اس حیثیت سے اس قول کی نسبت ان کی طرف صحیح نہیں ہے ، مگر وہ معنی اور مفہوماً اس قول کے ضرور قائل تھے ، سطور ذیل کو غور سے پڑھئے تاکہ یہ معلوم ہوسکے کہ مدیر ''ترجمان الحدیث،، کا مذکورہ تعاقب محض ایک لفظی گرفت ہے اس لیے چنداں وزن نہیں رکھتا ۔ اس سلسلے میں پہلے ''لفظی بالقرآن مخلوق،، کی تشریح ضروری ہے ۔

اس جملہ یا مقولہ میں دوچیزیں قابل توجہ ہیں ۔ ایک (لفظی) یعنی : میرا تلفظ بالقرآن (پڑھنا میرا قرآن کا) جو بندے کا فعل ہے اور قائم مقام مفعول مطلق کے ہے ۔ دوسرا ''القرآن،، ہے جو مقروء ومتلو ومتلفظ بہ ہے اور جس پر میرا فعل تلفظ وارد ہوا ہے اور بمنزلہ مفعول بہ کے ہے ، سو ''خلق،، کا حکم ''لفظی،، پر وارد ہوا ہے نہ ''القرآن،، پر ۔ حاصل معنی اس جملہ کا یہ ہے کہ تلفظ : جو فعل عبد ہے وہ مخلوق ہے اور یہی تلفظ ''قرآن،، کے ساتھ متعلق ہوتا ہے ۔ جو صفتہ رب ہے اور غیر مخلوق ہے ۔ فعل عبد اور صفتہ رب کے درمیان فرق نہ کرنا جہل وحمق ہے اور خبط میں واقع ہوجانے کا سبب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مفہوم بالا کو یوں بھی ادا کرسکتے ہیں کہ : ۔

ہمارے تلفظ بالقرآن یعنی : ہمارا قرآن کو پڑھنا اور اس کی تلاوت کرنا (الفاظنا بالقرآن) ہماری صفت اور ہمارا فعل ہے اور اللہ ک ہم مع اپنی جملہ صفات وافعال کے مخلوق ہیں ۔ اور اللہ تعالی مع اپنی جملہ صفات کے غیر '' مخلوق ہے ، لہذا میرا تلفظ بالقرآن (لفظی بالقرآن) یعنی قاری کی قراۃ مخلوق ہے اور مقروء یعنی : ''قرآن،، غیر مخلوق ہے ۔ خلاصہ یہ کہ وارد مخلوق ہے ، اور مورد غیر مخلوق ، اور یہی حاصل معنی ہے

امام بخاری کے مختصر کلام ''افعالنا مخلوقۃ ، والفاظنا من افعالنا،، کا یہ پوری تشریح دوامروں پر مبنی ہے :

(1) افعال عباد مخلوق ہیں ۔

(2) وارد اور مورد یعنی : قراءۃ تلاوۃ اور مقروء متلو کے درمیان فرق ہے ۔ اول یعنی قراۃ فاعل (قاری) کا فعل ہے ، اور قائم مقام مفعول مطلق کے ہے اور دوسرا یعنی : مقروء متلو قائم مقام مفعول بہ ہے ، جس پر قاری کا فعل (قراءۃ) وارد ہوتا ہے

ان دونوں امروں کے اثبات کےلیے امام بخاری نے ایک مستقل کتاب ''خلق افعال العباد،، تصنیف کرڈالی ، اور صحیح بخاری کے آخر میں کلام الہی سے متعلق کئی ابواب محض اسی غرض سے منعقد فرمائے ، اب ہم کتاب '' خلق افعال العباد،، تصنیف کرڈالی ، اور صحیح بخاری کے آخر میں کلام الہی سے متلق کئی ابواب محض اسی غرض سے منعقد فرمائے ، اب ہم کتاب ''خلق العباد،، کی جستہ جستہ عبارات اور ان کی جامع صحیح کے بعض ابواب مع کلام بعض شراح نقل کرتے ہیں ، تاکہ ہمارا مدعا خوب واضح ہوجائے اور حقیقت حال روشن ہوکر سامنے آجائے ۔

قال البخاری فی کتاب خلق افعال العباد ص: 18 بعد ماروی حذیفۃ مرفوعا:

اِن اللہ خلق کل صانع وصنعتہ، سمعت عبداللہ بن سعید یقول: سمعت یحیی بن سعید القطان یقول: مَا زِلتُ أَسْمَعُ مِنْ أَصحَابِنَا یَقُولُونَ: «اِنَّ أَفْعَالَ الْعِبَادِ مَخْلُوقَۃٌ» قَالَ أَبُو عَبدِاللّٰہِ: "حَرَکَاتُھُمْ وَأَصْوَاتُھُمْ وَاکْتِسَابُھُمْ وَکِتَابَتُھُمْ مَخْلُوقَۃٌ، فَأَمَّا '' الْقُرْآنُ الْمَتْلُوُّ الْمُبَیَّنُ الْمُثْبَتُ فِی الْمُصْحَفِ الْمَسْطُورُ الْمَکْتُوبُ الْمُوعَی فِی الْقُلُوبِ فَھُوَ کَلَامُ اللّٰہِ لَیْسَ بِخَلْقٍ، قَالَ اللّٰہُ: بَلْ ھُوَ آیَاتٌ بَیِّنَاتٌ فِی صُدُورِ الَّذِینَ أُوتُوا الْعِلْمَ [العنکبوت: 49]" وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاھِیمَ: «فَأَمَّا الْأَوْعِیَۃُ فَمَنْ یَشُکُّ فِی خَلْقِھَا؟» قَالَ اللّٰہُ تَعَالَی: وَکِتَابٍ مَسْطُورٍ فِی رَقٍّ مَنْشُورٍ [الطور: 3]، الخ (وھکذا فی الفتح (498/13) وفی مقدمتہ ص: 490).

وقال فی خلق افعال العباد ص: 19: ''فَأَمَّا الْمِدَادُ وَالرَّقُّ وَنَحْوُہُ فَإِنَّہُ خَلْقٌ، کَمَا أَنَّکَ تَکْتُبُ اللّٰہَ، فَاللّٰہُ فِی ذَاتِہِ ھُوَ الْخَالِقُ، وَخَطُّکَ وَاکْتِسَابُکَ مِنْ فِعْلِکَ خَلْقٌ، لِأَنَّ کُلَّ شَیْءٍ دُونَ اللّٰہِ یَصْنَعُہُ وَھُوَ خَلْقٌ، وَقَالَ: وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَہُ تَقْدِیرًا [الفرقان: 2]

وقال فی ص 23: ''وَنَعَتَتْ قِرَاءَتَہُ فَإِذَا قِرَاءَتُہُ حَرْفًا حَرْفًا

وَنَعَتَتْ قِرَاءَتَہُ فَإِذَا قِرَاءَتُہُ حَرْفًا حَرْفًا،،

. وقال فی ص: 25: بعد الإشارۃ إلی حدیث جبریل: ''فسمی الایمان والإسلام والشھادۃ والإحسان، والصلاۃ بقراء تھا ومافیھا من حرکات الرکوع والسجود فعلاً للعبد،، الخ

. وقال فی ص: 34.33: بعد ذکر حدیث الی موسی: ''لقد أوتیت (یا أبا موسی) مزماراً من مزمیر آل داود، ولا ریب فی تحلیق مزامیر آل داود وندا ئھم لقولہ عزوجل: (وخلق کل شیٔ)... الخ

،،. وقال قی ص: 35 بعد ذکر قولہ تعالی (واتل ما أوحی إلیک من کتاب ربک) وقولہ: (الذین یتلون کتاب اللہ) ونحو ذلک من الآیات مالفظہ: ''فبین أن التلاوۃ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم وأصحابہ، وأن الوحی من الرب

وقال فی ص: 37: ''فَبَیَّنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَصْوَاتَ الْخَلْقِ وَقِرَاءَاتِھِمْ وَدِرَاسَتَھُمْ وَتَعْلِیمَھُمْ وَأَلْسِنَتَھُمْ مُخْتَلِفَۃٌ بَعْضُھَا أَحْسَنُ وَأَزْیَنُ وَأَحْلَی، وَأَصْوَتُ، وَأَرْتَلُ، وَأَلْحَنُ، وَأَعْلَی، وَأَخْفَتُ، وَأَغَضُّ، وَأَخْشَعُ، وَقَالَ: {وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا ھَمْسًا} [طہ: 108]، وَأَجْھَرُ، وَأَخْفَی، وَأَمْھَرُ، وَأَمَدُّ، وَأَلْیَنُ، وَأَخْفَضُ مِنْ بَعْضٍ،،.

وقال فی ص: 38: ''فَأَمَّا الْمَتْلُوُّ فَقَوْلُ اللّٰہِ الَّذِی: {لَیْسَ کَمِثْلِہِ شَیْءٌ وَھُوَ السَّمِیعُ الْبَصِیرُ}، وقال بعد ذکر حدیث عبداللہ بن عمرو مرفوعا: یمثل القرآن یوم القیامۃ رجلا فیشفع لصاحبہ، وقال أبو عبداللہ (البخاری): وھو اکتسابہ وفعلہ، قال اللہ: (فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ) وقد دخل ذلک فی قراءۃ القرآن وغیرھا،،.

وقال فی ص: 38: ''مع أن الجھمیۃ والمعطلۃ إنما ینازعون أھل العلم علی قول اللہ، إن اللہ لا یتکلم وإن تکلم فکلامہ خلق، فقالوا: إن القرآن المقروء بعلم اللہ مخلوق، فلم یمیزوا بین تلاوتہ العباد وبین المقروء وقال أیضا: فالمقروء ھو کلام الرب قال لموسی: (إنما اللہ لا إلہ إلا أنا فاعبدونی) الخ،،.

وقال أیضا فی ص: 63: ''وقد کتب النبی ﷺ کتابا فیہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم، وقرأہ ترجمان قیصر علی قیصر وأصحابہ، ولا نشک فی قراءتہا لکفار وأھل الکتاب، إنھا أعمالھم، وأما المقروء فھو کلام اللہ العزیز المنان الذی لیس بمخلوق،، الخ.

. وقال فی ص: 64: ''وھذا واضح بین، عند من کان ادنی معرفۃ، أن القراءۃ غیر المقروء، ولیس لکلام الفجرۃ وغیرھم، فضل علی کلام غیرھم، کفضل الخالق علی مخلوق،، الخ

وقال أیضا (ص: 65): ''القراءۃ ھی التلاوۃ، والتلاوۃ غیر المتلو، وقد بینہ أبو ھریرۃ رض اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: إقرؤا إن شئتم یقول العبد: ''الحمد للہ رب العالمین،، (الی آخر الحدیث)، قال الامام البخاری: فبین أن سؤال العبد غیر ما یعطیہ اللہ العبد، أن قول العبد غیر کلام اللہ، ھذا من العبد الدعاء والتضرع، ومن اللہ الأمر والإجابۃ،،

وقال ایضا (فی ص: 65): ''فذکر النبی ﷺ أن بعض الصلاۃ أطول من بعض، وأخف، وأن بعضھم یزید علی بعض فی القرآۃ، وبعضھم ینقص، ولیس فی القرآن زیادۃ ولا نقصان، فأما التلاوۃ فإنھم یتفاضلون فی الکثرۃ والقلۃ والزیادۃ والنقصان، وقد یقال فلان حسن القراءۃ وردی القراءۃ، ولا یقال حسن القرآن وردی القرآن، وإنما نسب إلی العباد القراءۃ لا القرآن، لأن القرآن کلام الرب جل ذکرہ، والقراءۃ فعل العبد، ولا یخفی معرفۃ ھذا القدر إلا علی من أعمی اللہ قلبہ ولم یوفقہ ولم یھدہ سبیل الرشاد،،.

،،. وقال فی أیضا (ص: 66) بعد ذکر حدیث ''لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب، فأوضح أن قرأۃ القاری وتلاوتہ غیر المقرو والمتلو، وإنما المتلو فاتحۃ الکتاب

.....وقال (قی ص: 68): ''ففی قولک تلفظ بہ وتقرأ القرآن، دلیل بین أنہ غیر القراءۃ..................وقال أحمد رحمہ اللہ: لا یعجبنی قراءۃ حمزۃ، ولا یقال لا یعجبنی القرآن،، الخ

،،. وقال (فی ص: 67) ''وقال النبی ﷺ إنما الصلوۃ القراءۃ القرآن ولذکر اللہ ولحاجۃ المرأ إلی ربہ، أن الدعاء والحاجۃ ھو التضرع والذکر والقراءۃ من العبد، وإن المقروء ھو کلام اللہ عزوجل

وقال (فی ص: 74): فالقرآن قول اللہ عزوجل، والقرأۃ والکتابۃ والحفظ للقرآن ھو فعل الخلق، لقولہ: (فاقرؤا ما تیسر منہ) (المزمل: 20) القرآن والقراءۃ فعل الخلق وطاعۃ اللہ والقرآن لیس ھو الطاعۃ، إنما ھو الأمر بالطاعۃ
....

وقال أیضا (فی ص: 75): ''والصلاۃ بجملتھا طاعۃ اللہ، وقراءۃ القرآن من جملۃ الصلوۃ، فالصلوۃ طاعۃ ماللہ، والأمر بالصلوۃ قرآن، وھو مکتوب فی المصاحف، محفوظ فی الصدور، مقروء علی اللسان، والقراۃ والحفظ والکتابۃ مخلوق، وما قری وحفظ وکتب لیس بمخلوق، ومن الدلیل علیہ أن الناس یکتبون اللہ ویحفظونہ ویدعونہ، فالدعاء والحفظ ولکتابۃ من الناس مخلوق، ولا شک فیہ وا لخلق اللہ بصفتہ،، الخ

(وقال فی جامعۃ الصحیح: ''باب ذکر اللہ بالأمر وذکر العباد بالدعا: والتصرع والرسالۃ والابلاغ، لقولہ تعالی: (فاذکرونی أذکرکم) (البقرہ: 153)،

قال الحافظ فی الفتح 13/489 : ''قال البخاری فی کتاب خلق أفعال العباد : بین بهذه الآیة، أن ذکر العبد، غیر ذکر الله عبده، لأن ذکر العبد الدعاء والتصرع والثناء وذکر الله الإجابة،،

(وقال فیه : ''باب قول الله تعالی (فلا تجعلوا لله أندادا) الخ (البقرہ : 22

(وقال الکرمانی، مراد البخاری بذلک، بیان کون أفعال العباد، بخلق الله تعالی، إذ لو کانت أفعالهم (کالقراءة والتلفظ بالقرآن مثلا) بخلقهم لکانوا أندادا لله وشرکاء له فی الخلق،، (فتح الباری 13/49).

وقال فیه : ''باب قول الله (لا تحرک به لسانک (القیامہ : 16) وفعل النبی ﷺ حیث ینزل علیه الوحی،

قال العینی 170/25 : ''غرض البخاری أن قراءة الإنسان وتحریک شفتیه ولسانه عمل له، یؤجر علیه،، انتهی.

وقال البخاری : ''وقال أبوهریرة عن النبی ﷺ، قال الله تعالی (أنا مع عبدی إذا ذکرنی............. وتحرکت بی شفتاه)، ثم روی البخاری حدیث ابن عباب ''قال : کان النبی ﷺ یعالج من التنزیل شدة، وکان یحرک شفتیه الحدیث،، (بخاری مع الفتح کتاب التوحید 13/499).

قال الحافظ فی الفتح 500/13 : ''مراد البخاری بهذین الحدیثین المعلق والموصول الرد علی من زعم أن قرأءة القاری قدیمة، فبان أن حرکة لسان القاری بالقرآن من فعل القارئ، بخلاف المقروء، فإنه کلام الله القدیم، کما أن حرکة لسان ذاکر الله حادثه من فعله، المذکور وهو الله سبحانه وتعالی قدیم، وإلی ذلک أشار بالتراجم التی تأتی بعد هذا،،.

(وقال فیه : ''باب قول الله عزوجل (وأسروا قولکم أو اجهروا به، إنه علیم بذات الصدور. ألا یعلم من خلق وهو اللطیف الخبیر (الملک : 13،،

(ثم روی فیه أحادیث منها قوله ﷺ : ''لیس منا من لم یتغن بالقرآن،، (7527

قال القسطلانی 12/15، والحافظ فی الفتح 13/501 والعینی 25/181 : قصد البخاری بذلک للإشارة إلی النکتة، التی کانت محنته بمسئلة اللفظ، فأشار بالرجمة إلی أن تلاوة الخلق، تتصف بالسر والجهر، ویستلزم أن تکون مخلوقة .... قال ابن المنیر دلت أحادیث الباب الذی قلبه علی أن القراءة فعل القاری، وأنها تسمی تغنیها، وهذا هو الحق، اعتقادا الإطلاقا، حذرا من الإیهام وفرارا من الإبتداع بمخالفة السلف فی الإطلاق، وقد ثبت عن البخاری أنه قال : من نقل عنی أنی قلت لفظی بالقرآن مخلوق فقد کذب، وإنما قلت أفعال العباد مخلوقة،، انتهی.

وقال فیه........ ''باب قول النبی ﷺ : رجل آتاه الله القرآن، فهو یقوم به آناء اللیل وآناء النهار، ورجل یقول : لو أوتیت مثل أوتی هذا، فعلت کما یفعل، فبین الله (أی علی لسان نبیه) أن قیامه بالکتاب هو فعله، (حیث أسند القیام إلیه) وقال : (ومن آیاته خلق السماوات والأرض واختلاف ألسنتکم وألوانکم) (الروم : 22) وقال جل ذکره : (وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون (الحج : 77)، قال الحافظ (فی الفتح 502/13) : ''أما الآیة الاولی فالمراد منها اختلاف ألسنتکم، لأنها تشمل الکلام کله فتدخل القراءة، أما الآیة الثانیة، فعموم فعل الخیر یتناول قراءة القرآن والذکر والدعاء وغیر ذلک، فدل علی أن القراءة فعل القاری،، انتهی.

وقال الحافظ فی شرح (13/503/504) ''باب قول الله تعالی : یا أیها الرسول بلغ ما أنزل إلیک من ربک (المائدہ : 67) الخ، قال البخاری فی کتاب خلق أفعال العباد : بعد أن ساق قوله تعالی (یا أیها الرسول بلغ) الآیة،

قال : فذکر تبلیغ ما أنزل إلیه، ثم وصف فعل تبلیغ الرسالة، فقال : (وإن لم تفعل فما بلغت)، قال : فسمی تبلیغ الرسالة وترکه فعلا، ولا یمکن لاحد أن یقول : إن الرسول لم یفعل ما أمر به من تبلیغ الرسالة، یعنی : فإذا بلغ فقد فعل ما أمر به وتلاوته ما أنزل إلیه هو التبلیغ وهو فعله،، (إلی آخر ما ذکر).

وذکر تحت قول عایشة رضی الله عنها : إذا أعجبک حسن عمل امری، فقل اعملوا فسیری الله عملکم ورسوله والمؤمنون الخ قصة، ثم قال : ''دل سیاق القصة علی أن المراد بالعمل، ما أشارت إلیه من القراءة والصلوة وغیرهما فسمت کل ذلک عملا،، انتهی (فتح الباری 13/503/504/505).

وقال البخاری....... ''باب قول الله تعالی (قل فأتوا بالتوراة فاتلوها) الخ.

قال الحافظ فی الفتح 13/508 : ''مراده بهذه الترجمة، أن یبین أن المراد بالتلاوة القراءة، وقد فسرت التلاوة بالعمل، والعمل من فعل العامل، وقال فی کتاب خلق افعال العباد : ذکر ﷺ أن بعضهم یزید علی بعض فی القراءة : الخ.

وقال : ''باب قول النبی ﷺ الماهر بالقرآن مع سفرة الکرام البررة، وزینوا القرآن بأصواتکم،،.

قال الحافظ 13/519 : ''والذی قصده البخاری إثبات کون التلاوة فعل العبد، فانها یدخلها التزیین والتحسین والتطریب، وقد یقع بأضداد ذلک، وکل ذلک دال علی المراد، وقد اشار الی ذلک ابن المنیر فقال : ظن الشراح ان غرض البخاری جواز قراءة القرآن بتحسین الصوت، ولیس کذلک، وإنما غرضه للإشارة الی ما تقدم من وصف التلاوة، بالتحسین والتراجیع والخفض والرافع ومقارنة الاحوال البشریة، کقول عائشة : ''یقرأ القرآن فی حجری، وأنا حائض،، فکل ذلک یحقق أن التلاوة فعل القاری، وتتصف بما تتصف به الافعال، ویتعلق بالظروف الزمانیة والمکانیة،، انتهی

(ثم نقل الحافظ عن کتاب خلق أفعال العباد ما یؤید ذلک : (فتح الباری 13/519).

(وقال : ''باب قول الله تعالی : (بل هو قرآن مجید فی لوح محفوظ).

قال الحافظ 522/13 : ''قال البخاری فی خلق افعال أن ذکر هذه الآیة والذی بعدها، قد ذکر الله أن القرآن یحفظ ویسطر، والقرآن الموعی فی القلوب، المسطور فی المصاحف المتلو بالألسنة، کلام الله لیس بمخلوق، وأما المداد والورق والجلد فانه مخلوق،،.

ان تمام عبارات سے صاف واضح ہے کہ امام بخاری تلاوۃ اور متلو کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ اور تلاوت کو بندے کا فعل و عمل کہتے ہیں۔ اور چونکہ بندے کے تمام افعال مخلوق خدا ہیں۔ اس لیے اس کی تلاوت یعنی : تلفظ

بالقرآن (لفظی بالقرآن) مخلوق ہے، اور متلو جواللہ کی صفت ہے وہ غیر مخلوق ہے، اوریہ پوری تشریح عین مفہوم ہے ''لفظی بالقرآن مخلوق ،، کا۔ پس ہمارا یہ دعوی بالکل درست ہے کہ امام بخاری نے اگرچہ اپنی زبان سے صرف ''افعالنا مخلوقۃ، والفاظنا من افعالنا ،، کہا ہے اوراحتیاطاً اور حذراً من الاتہام اورفرار من الابتداع عن لغۃ السلف فی الاطلاق ''لفظی بالقرآن مخلوق ،، اپنی زبان پر کبھی بھی نہیں لائے، لیکن ان کے عقیدہ اس جملہ کے مفہوم و معنی کے مطابق ہی تھا۔ یعنی: ان کا عقیدہ وہی تھا جس پر جملہ مذکورہ دلالت کرتا ہے۔ لہذا گولفظا اس جملہ کی نسبت ان کی طرف صحیح نہیں ہے، لیکن معنی بلاشبہ صحیح ہے۔

ہذا ماظہرلی بعدإمعان النظرفی کلامہ. عبیداللہ مبارک پوری26 12 1374ھ 16 8 1955ء

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر1

صفحہ نمبر119

محدث فتویٰ